روزنامہ ٹیلی فون نمبر 213029 C.P.L 61

الفضل

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

منگل 23 اکتوبر 2001ء 5 شعبان 1422 ہجری - 23 اخاء 1380 ہش جلد 51-86 242

اے قدوس!

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ رکوع اور سجدہ میں (بعض اوقات) یہ دعا کرتے تھے

سبوح قدوس رب الملائکۃ والروح

اے سبوح، اے قدوس، اے فرشتوں اور روح کے رب

(صحیح مسلم کتاب الصلوۃ باب مایقال فی الرکوع و السجود حدیث نمبر 752)

اللہ تعالیٰ کی صفات کے بیان میں صفت قدوس کا بصیرت افروز بیان

کائنات کی ہر چیز اپنے اپنے شعور کے مطابق اللہ کی تسبیح کر رہی ہے

تمام دنیا مل کر بھی اللہ کی صفات میں نقص نکالنا چاہے تو نہیں نکال سکتی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ 19- اکتوبر 2001ء بمقام بیت الفضل لندن کا خلاصہ

(خطبہ جمعہ کا یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

لندن 19 اکتوبر 2001ء- سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج یہاں بیت الفضل میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جس میں خدا تعالیٰ کی صفت قدوس کا نہایت بصیرت افروز بیان فرمایا- حضور ایدہ اللہ کا خطبہ ایم ٹی اے نے بیت الفضل سے لائیو ٹیلی کاسٹ کیا اس کے علاوہ عربی، انگلش، بنگالی، فرنچ اور جرمن زبانوں میں خطبہ کا رواں ترجمہ بھی پیش کیا گیا-

حضور ایدہ اللہ نے اللہ تعالیٰ کی صفات کے بیان میں جاری سلسلہ خطبات میں آج اللہ تعالیٰ کی صفت قدوس کا بیان فرمایا حضور نے لغات سے اس کا مطلب بیان فرمایا پھر احادیث النبی ﷺ سے اس کی تشریح فرمائی اور پھر آیات قرآنی میں جہاں جہاں اس صفت کا ذکر ہے ان کی الگ الگ تشریح فرمائی- اس دوران ضمنی طور پر متعدد اہم نکات کا تذکرہ فرمایا- حضور ایدہ اللہ نے فرمایا قدوس کا مطلب ہے پاکیزگی- کوئی نقص نہ ہونا- اس صفت کی تشریح میں ایک ضمنی نکتے کے بیان میں حضور ایدہ اللہ نے فرمایا جن کو دنیا میں دعا کے باوجود شفا نہ ملے وہ ناامید نہ ہوں اور دعا میں لگے رہیں- اگر اس دنیا میں شفا نہ بھی ملے تو آخرت میں ان دعاؤں کی جزا ضرور ملے گی- آنحضرت ﷺ کے ایک صحابی نے دعا کی اے خدا جو سزا تو میرے اعمال کی دینا چاہتا ہے وہ مجھے اس دنیا میں ہی دے دینا- آخرت میں نہ دینا- آنحضرت ﷺ نے فرمایا اللہ سے سزا نہیں بخشش مانگو اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ صبح اٹھنے کے فوری بعد دس بار اللہ اکبر، دس بار الحمد للہ، دس بار سبحان اللہ، دس بار سبحان القدوس، دس بار استغفار اور دس بار اللہ اکبر کہتے تھے- حضور ایدہ اللہ نے فرمایا اس روایت سے یہ مراد نہیں کہ نبی کریم ﷺ ہر روز التزاماً ایسا ہی کیا کرتے تھے بلکہ یہ ایک خاص وقتی کیفیت کا اظہار معلوم ہوتا ہے کیونکہ دیگر احادیث میں اس سے اختلاف بھی آتا ہے-

اللہ تعالیٰ کی صفت قدوس کی تشریح میں حضرت مسیح موعود کے ایک ارشاد کی وضاحت کرتے ہوئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا زمین و آسمان جس قدر ترقی کریں گے اللہ کی صفات کو روشن کرتے چلے جائیں گے- سائنسی علوم کی ترقی ہرگز دین کے خلاف نہیں اس ضمن میں حضور ایدہ اللہ نے فرعون کی لاش کو محفوظ رکھنے کے بارے میں قرآنی ارشاد کا حوالہ دیا کہ جس وقت قرآن نے کہا کہ فرعون کی لاش محفوظ رکھی جائے گی اس وقت کسی کو اس کا علم نہ تھا- سالہا سال کے بعد خود عیسائیوں نے اس قرآنی صداقت کو دریافت کیا کہ فرعون کی لاش محفوظ ہے- حضور ایدہ اللہ نے خدائے قدوس کی تسبیح کے بارے میں حضرت مسیح موعود کے ایک ارشاد کے حوالے سے فرمایا کائنات کی ہر چیز اپنے اپنے شعور کی حد تک چاہے ادنیٰ ہو یا اعلیٰ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کر رہی ہے- حضرت مسیح موعود نے فرمایا قدوس کا مطلب ہے نقائص سے پاک- جتنا غور کرو گے اللہ کو ہر قسم کی کمزوری سے پاک پاؤ گے- وہم بھی جس طرف جائے اس کمزوری سے بھی اللہ پاک ہے- بلکہ قلبی قویٰ (دل کے خیالات) بھی جو کمزوری تجویز کریں اللہ اس سے بھی پاک ہے- حضرت مسیح موعود نے مزید فرمایا تمام دنیا مل کر اللہ میں نقص نکالنا چاہے تو نہیں نکال سکتی- الملک القدوس- یہ خدا بادشاہ ہے جس میں کوئی عیب نہیں- دنیاوی بادشاہیں عیب دار ہوتی ہیں- اگر کسی بادشاہ کی ساری رعایا ترک وطن کر جائے تو اس بادشاہ کی حکومت کس پر ہوگی؟ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا پاکستان سے بھی دن بدن لوگ باہر جا رہے ہیں- کتنے دماغ ملک سے باہر چلے گئے- پاکستان ان سے کتنا استفادہ کر سکتا تھا مگر افسوس کہ ان کی قدر نہ کی گئی- حضرت مسیح موعود نے اللہ کی صفت قدوس کے حوالے سے فرمایا قرآن شریف کے ایسے معنے نہیں کرنے چاہئیں جو اس کی کسی صفت کے خلاف ہوں- صفات الٰہی کو ذہن میں رکھ کر ترجمہ کرو کہ اللہ کی صفات کو بٹہ تو نہیں لگتا یہ ترجمہ خدا کی صفت قدوسیت کے خلاف تو نہیں-

آخر میں حضور ایدہ اللہ نے خطبہ الہامیہ سے حضرت مسیح موعود کا ایک پرشوکت اقتباس پڑھ کر سنایا-

اعلان برائے حفاظ کرام

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امسال ماہ صیام نومبر کے دوسرے عشرے میں شروع ہو رہا ہے-

لہٰذا وہ حفاظ کرام جو مرکز کے زیر انتظام جماعتوں میں نماز تراویح میں قرآن کریم سنانے کے خواہشمند ہوں وہ 31- اکتوبر تک نظارت ہذا کو اپنے نام و پتہ سے مطلع فرما کر ممنون فرمادیں- اسی طرح جو جماعتیں ماہ صیام میں نماز تراویح کے لئے حفاظ کرام کا مطالبہ کرنا چاہتی ہیں وہ بھی اپنی درخواستیں 31- اکتوبر تک نظارت ہذا میں پہنچادیں-

(ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ)

ڈینٹل سرجن کی آمد

مورخہ 23 اکتوبر تا 31 اکتوبر 2001ء، مکرم ڈاکٹر عبدالصمد صاحب ڈینٹل سرجن فضل عمر ہسپتال میں مریضوں کا معائنہ فرمائیں گے-

احباب پرچی روم سے رابطہ کریں-

(ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ)

سبزیاں- پھول

گلشن احمد نرسری میں بیج سبزی اچھی کوالٹی- پھولوں کے گلدستے و ہار اور پھولوں کی پتیاں گجرے وغیرہ دستیاب ہیں- موسمی پھولوں کی پنیریاں بھی موجود ہیں- (انچارج گلشن احمد نرسری)

ربوہ میں بجلی بند رہے گی

واپڈا حکام کی اطلاع کے مطابق درج ذیل پروگرام کے مطابق ربوہ میں بجلی بند رہے گی-

24- اکتوبر صبح 9 تا ایک بجے دوپہر

27 اکتوبر صبح 9 تا ایک بجے دوپہر

29 اکتوبر صبح 9 تا ایک بجے دوپہر

31 اکتوبر صبح 9 تا ایک بجے دوپہر

خطبہ جمعہ

صفت مالکیت اپنے فیضان کے لئے ایک فقیرانہ تضرع اور الحاح کو چاہتی ہے

خدا تعالیٰ کی صفات کا علم جتنا بڑھتا چلا جائے گا اتنا ہی انسان اس کے حضور جھکتا چلا جائے گا

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ بتاریخ 10 اگست 2001ء بمطابق 10 ظہور 1380 ھجری شمسی بمقام بیت الفضل لندن (برطانیہ)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے

حضور نے سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

یہ جو آج کا خطبہ ہے اس کا تعلق خدا تعالیٰ کی صفات ملکٗ مالکٗ مالک الملک اور ملکوت سے ہے۔ پیشتر اس کے کہ اس کے متعلق میں خطبہ شروع کروں میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ گزشتہ خطبہ کے بعد جب ڈاکٹر شکیل صاحب سے میری ملاقات ہوئی تو انہوں نے سوال کیا کہ یہ جو صفات کا مضمون ہے' ہے تو بہت اعلیٰ درجہ کا مگر اکثر لوگوں کے سر کے اوپر سے گزر جاتا ہے اور تعجب سے پوچھا کہ آپ کے ساتھیوں کو پتہ چل جاتا ہے؟ میں نے کہا میرے ساتھی ماشاء اللہ بہت ذہین ہیں اور صاحب علم اور قرآن ہیں ان کو لازماً سمجھ آجاتی ہے مگر اگر آپ کا خیال ہے کہ دوستوں کے سر کے اوپر سے گزر جاتا ہے تو کچھ سمجھنے والے بھی ہوں گے' کچھ نہ سمجھنے والے بھی۔ کوشش میں کرتا ہوں کہ ذرا تفصیل کے ساتھ مضمون کو سمجھاؤں۔ لیکن ان کی اس وارننگ کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ کوشش کر کے مجھے اس مضمون کو چھوٹا کرنا پڑے گا۔ خصوصاً حضرت مسیح موعود کے لمبے اقتباسات لوگوں کی سمجھ سے بالا ہوتے ہیں کیونکہ آپ کی زبان بہت عالمانہ ہے اور اس کی تفصیل میں پھر بہت وقت لگ جاتا ہے۔ اس خیال سے میں نے آج اقتباسات چھوٹے کر لئے ہیں۔ خطبہ بھی کچھ چھوٹا ہو جائے گا تو کوئی حرج نہیں۔ مگر جو مقصد ہے وہ فوت نہ ہو یعنی اس حد تک میں سمجھاؤں جس حد تک دوستوں کی سمجھ میں بات آسکے۔

مالک۔ ملک وغیرہ کے متعلق حضرت امام راغب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''وہ ذات جو پبلک میں امر ونہی پر تصرف رکھتی ہے''۔ اسی لئے یہ انسانی سیاست سے مختص ہے اور اسی لئے ملک الناس تو کہا جاتا ہے ملک الاشیاء نہیں کہا جاتا۔ یعنی اللہ تعالیٰ لوگوں کا مالک ہے **ملک** الناس ۔ **لیکن** ملک الاشیاء **خدا تعالیٰ** کو نہیں کہتے حالانکہ اشیاء کا بھی مالک ہے۔ تو یہ بہت باریک نکتہ حضرت امام راغب رحمۃ اللہ علیہ نے اٹھایا ہے۔ مالک یوم الدین سے مراد جزا سزا کا بادشاہ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (۔) کہ کس کا ملک ہے آج کے دن' اللہ ہی کا ہے جو واحد اور قہار ہے۔

تو (ملک یوم الدین) کے متعلق یہ سمجھنا چاہئے۔ جزا سزا کے دو حصے ہیں ایک تو اس دنیا میں بھی مالک یوم الدین جزا سزا دیتا ہے' لوگ سمجھیں یا نہ سمجھیں بہر حال ان کا روزانہ ایک جزا سزا کا دن آتا چلا جاتا ہے۔ جو بداعمال ہیں ان کو بداعمالی کی سزا اس دنیا میں بھی ملتی ہے۔ جو نیک اعمال ہیں اس دنیا میں بھی وہ اس کی جزا پاتے ہیں اور آخرت میں بھی تو پھر بہت زیادہ جزا پائیں گے۔

اس سلسلہ میں حضرت ابوسلمہؓ کی ایک روایت بیان کرتا ہوں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ زمین کو سکیڑ دے گا اور آسمانوں کو اپنے دائیں ہاتھ سے لپیٹ لے گا اور فرمائے گا انا الملک کہ میں بادشاہ ہوں' کہاں ہیں زمینی بادشاہ؟ (بخاری۔ کتاب التوحید)

اب یہ جو آیت ہے قرآن کریم کی جس میں یہ مضمون بیان ہوا ہے اس سے بہت سی باتیں گہری حکمت کی نکلتی ہیں۔ خصوصاً یہ کہ اللہ تعالیٰ کے دائیں ہاتھ سے لپیٹنے سے کیا مراد ہے۔ خدا تعالیٰ کا تو کوئی ہاتھ ایسے نہیں ہے۔ دایاں ہاتھ ید قدرت کو کہتے ہیں۔ تو جس کائنات کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ید قدرت سے پیدا کیا تھا ایک وقت ایسا آئے گا کہ ساری کائنات کی صف لپیٹی جائے گی۔ اور یہ مضمون جو ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر از خود روشن ہو ہی نہیں سکتا تھا' وہ زمانہ ہی بالکل اور' مختلف زمانہ تھا۔ اس میں کائنات کا ایک صف میں لپیٹے جانے کا تصور کوئی موجود نہیں تھا۔ اور پھر (۔) جس طرح ہم نے اس کائنات کو پہلی دفعہ پیدا کیا تھا اسی طرح ہم اس کو دہرائیں گے بھی۔ گویا ایک مسلسل مضمون ہے جو کائنات کے ایک دفعہ شروع ہونے کے بعد پھر دوسری دفعہ اس فعل کو دہراتا ہے' ایک دفعہ اس کی صف لپیٹی جاتی ہے پھر وہ صف کھولی جاتی ہے تو یہ ازل اور ابد کا مضمون ہے اور موجودہ زمانہ کے سائنس دان سو فیصدی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ ایک وقت میں کائنات کی صف لپیٹی جاتی ہے اور پھر دوبارہ کھولی جاتی ہے اور یہ لامتناہی سلسلہ ہے۔ تو اس لئے حضرت ابوسلمہ کی جو روایت ہے کہ زمین کو سکیڑ دے گا اور آسمانوں کو اپنے دائیں ہاتھ سے لپیٹ دے گا اور فرمائے گا انا الملک کہ بادشاہ تو میں ہوں کہاں ہیں زمینی بادشاہ۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یہود کے علماء میں سے ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے پاس پہنچا اور عرض کی کہ ہم (اپنی کتب وغیرہ میں) یہ ذکر پاتے ہیں۔ اب یہ ساری باتیں یہود کی جاہلانہ باتیں ہیں جو اپنی کتابوں میں پڑھتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے سامنے اس نے بیان کیا۔ کیا ہے؟ اللہ آسمانوں کو ایک انگلی پر رکھ لے گا اور زمینوں کو ایک انگلی پر اور درختوں کو ایک انگلی اور پانی اور مٹی کو ایک انگلی پر رکھ لے گا اور دیگر تمام مخلوقات کو ایک انگلی پر۔ اور پھر فرمائے گا انا الملک' انا الملک کہ میں بادشاہ ہوں! میں بادشاہ ہوں۔

راوی بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اس یہودی عالم کی اس بات پر تعجب کے رنگ میں ہنس پڑے یہاں تک کہ آپؐ کے پچھلے دانت مبارک نظر آنے لگے۔ پھر آپؐ نے قرآن کریم کی آیت (وما قدروا اللہ حق قدرہ ....) کی تلاوت فرمائی کہ ان گدھوں کو اللہ تعالیٰ کی عظیم الشان قدر نہیں ہوئی۔ کس شان کا ہے ان کو کوئی علم نہیں۔ ظاہری جاہلوں والی باتیں' انگلیوں پر رکھنے والی باتیں کرتے ہیں۔ (بخاری۔ کتاب التوحید)

ایک اور حدیث ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کی' یعنی کسی راوی نے یہ روایت کی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ نے ہم سے کئی احادیث بیان کیں جن میں سے ایک یہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ شخص سب سے زیادہ خبیث اور سب سے زیادہ غصہ دلانے والا ہو گا جو خود کو ملک الاملاک کہتا ہے یعنی بادشاہوں کا بادشاہ' Emperor آج کل کے زمانہ میں کہا جاتا ہے اس کو جو بادشاہوں کا بادشاہ ہو۔ تو یہ ان کی بادشاہت کیا چیز ہے؟ کچھ بھی نہیں' آنی فانی چیز ہے اللہ کے علاوہ حقیقت میں کوئی مالک اور

پبلشر آغا سیف اللہ' پرنٹر قاضی منیر احمد مطبع ضیاء الاسلام پریس مقام اشاعت دار النصر غربی چناب نگر (ربوہ) قیمت تین روپے

کوئی بادشاہ نہیں۔

ایک حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما (حضرت عمر بھی اور ابن عمر بھی دونوں صحابی تھے) ان سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (-) (بخاری کتاب النکاح) تم میں سے ہر ایک نگران ہے جس سے اپنی رعایا کے بارہ میں پوچھا جائے گا۔

اب اس حدیث کا یہاں اس مضمون سے کیا تعلق ہے؟ بادشاہ کو تو کوئی پوچھا نہیں کرتا اس لئے جو بادشاہ کی رعایا ہو وہ ضرور بادشاہ کو جوابدہ ہوتی ہے۔ جو ملکیت اس کے سپرد کی جائے اس کے متعلق اس سے پوچھا جاتا ہے۔ امیر نگران ہے اور اپنے گھر والوں کا بھی نگران ہے اور آدمی اپنے گھر والوں کا بھی نگران ہے۔ امیر جو مقرر ہوتے ہیں وہ بھی نگران ہیں، اپنی طرف سے کوئی حکم جاری نہیں کر سکتے۔ وہ حکم وہی ہیں جو قرآن کریم میں نازل ہو چکے ہیں اور وہ حکم ہے جو اوپر سے ان کو قرآن کی تشریح میں ہی ملتے ہیں ورنہ اپنی ذات میں کوئی امیر مالک نہیں ہے۔ تو وہ بھی پوچھا جاتا ہے۔ اگر کوئی غلط بات کہے تو اس کی شکایت کی جاتی ہے، اس کی جواب طلبی ہوتی ہے۔

اور آدمی اپنے گھر والوں کا نگران ہے، اپنی بیوی کا بھی اور بچوں کا بھی، عورت بھی اپنے خاوند کے گھر کی اور اس کی نگران ہے۔ 'خاوند کے گھر کی اور اس کی نگران ہے'۔ خاوند کی نگران ان معنوں میں تو نہیں کہ خاوند کی نگہبانی کرتی ہے بلکہ خاوند کی سب باتوں کو غور سے دیکھتی ہے اور سمجھ رہی ہوتی ہے کہ اصل میں خاوند کس قسم کا انسان ہے۔ پھر اس کے گھر کی نگہبانی کرتی ہے۔ پس تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور ہر ایک سے اس کی رعایا کے متعلق پوچھا جائے گا کہ اس نے اپنی ذمہ داری کو کس طرح ادا کیا۔

(-) سادہ ترجمہ ہے۔ اللہ کے نام کے ساتھ جو بے انتہا رحم کرنے والا، بن مانگے دینے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ تمام حمد اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے، بے انتہا رحم کرنے والا، بن مانگے دینے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے، جزا سزا کے دن کا مالک ہے۔ اس کے متعلق کچھ تشریح تو میں کر چکا ہوں جزا سزا کے دن کا مالک صرف قیامت کے دن نہیں ہوگا اس دن تو کلی مالک ہوگا اور اس دنیا میں بھی مالک ہوگا۔

حضرت مسیح موعود مالک یوم الدین کے تابع آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ذکر کرتے ہیں کہ کس طرح رسول اللہ بھی اس دنیا میں خدا کی صفت مالکیت کے مظہر تھے۔ فرماتے ہیں:

"قرآن شریف میں اس کا نام مالک یوم الدین بھی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ انسان خوش حال ہو، مگر ممکن ہے کہ پرند، چرند اس سے بھی زیادہ خوش حال ہوں"۔ اب چرندوں پرندوں کا حال تو ہمیں معلوم نہیں ہوتا لیکن وہ بھی اپنی خوشیوں اور مستیوں میں پھرتے ہیں اور کائنات کا لطف اٹھا رہے ہوتے ہیں تو انسان اپنے آپ کو خوشحال سمجھتا ہے مگر پرندے اور چرندے اس سے بھی زیادہ خوشحال ہو سکتے ہیں۔

"فرماتے ہیں "یہ دنیا ایک عالم امتحان ہے، اس کے حل کرنے کے واسطے دوسرا عالم ہے۔ اس دنیا میں جو تکالیف رکھی ہیں اس کا وعدہ ہے کہ آئندہ عالم میں خوشی دے گا۔ اگر اب بھی کوئی کہے کہ کیوں ایسا کیا اور ایسا نہ کیا؟ اس کا جواب ہے کہ وہ تحکم اور مالکیت بھی تو رکھتا ہے۔ اس نے جیسا چاہا، کیا۔ کسی کو اس کے کام پر اعتراض کی گنجائش اور حق نہیں۔"

(الحکم 30 مئی 1908ء صفحہ 1)

پھر فرماتے ہیں:

"(انسان) گناہ سے تو جلالی رنگ اور ہیبت ہی سے بچ سکتا ہے جب یہ علم ہو کہ اللہ تعالیٰ اس گناہ کی سزا میں شدید العذاب ہے اور مالک یوم الدین ہے تو انسان پر ایک ہیبت سی طاری ہو جائے گی جو اس کو گناہ سے بچا لے گی۔" (الحکم 10/ دسمبر 1901ء صفحہ 1)

پھر فرمایا: "مالکیت یوم الدین ایک اپنے فیضان کے لئے فقیرانہ تضرع اور الحاح کو چاہتی ہے"۔ اب جس کے متعلق یہ پتہ کہ مالک یوم الدین ہے، ظاہر بات ہے کہ اس کے حضور ایک فقیرانہ تضرع اور الحاح کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے "جو گداؤں کی طرح حضرت احدیت کے آستانہ پر گرتے ہیں اور فیض پانے کے لئے دامن اخلاص پھیلاتے ہیں اور سچ مچ اپنے تئیں تہی دست پا کر خدا تعالیٰ کی مالکیت پر ایمان لاتے ہیں"۔

اب یہاں وہ بات جو میں نے پہلے بیان کی تھی اب حضرت مسیح موعود کا وہ اقتباس آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ فرمایا: "آپ (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) مالکیت یوم الدین کے مظہر بھی ہیں اس کی کامل تجلی فتح مکہ کے دن ہوئی۔ ایسا کامل ظہور اللہ تعالیٰ کی ان صفات اربعہ کا جو ام الصفات ہیں اور کسی نبی کے زمانہ میں نہیں ہوا"۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اس وقت مالک یوم الدین کی تجلی کے ساتھ جلوہ افروز ہوئے۔

پھر ایک اور اقتباس میں حضرت اقدس مسیح موعود فرماتے ہیں:

"مالک یوم الدین کا عملی ظہور صحابہ رضوان اللہ علیہم کی زندگی میں یہ ہوا کہ خدا نے ان میں اور ان کے غیروں میں فرقان رکھ دیا۔ یا جو معرفت اور خدا کی محبت ان کو دنیا میں دی گئی یہ ان کی دنیا میں جزا تھی۔ (-)

اب ایک آیت ہے سورۃ آل عمران کی 27ویں آیت (-) تو کہہ دے اے میرے اللہ! سلطنت کے مالک۔ تو جسے چاہے فرمانروائی عطا فرماتا ہے اور جس سے چاہے فرمانروائی چھین لیتا ہے اور تو جسے چاہے عزت بخشتا ہے اور جسے چاہے ذلیل کر دیتا ہے وہ بھی خیر ہی کی بنا پر یعنی دوسروں کی بھلائی کی خاطر۔ ورنہ اگر آدمی ذلیل نہ ہو، برے کاموں کی وجہ سے تو شریفوں کی عزتیں لوٹے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے دونوں جگہ لفظ خیر ہی استعمال فرمایا ہے۔ یقیناً تو ہر چیز جسے تو چاہے اس پر دائمی قدرت رکھتا ہے۔

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں قل کا ترجمہ کرتے ہوئے کہ "اے بار خدایا! اے مالک الملک تو جسے چاہتا ہے ملک دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے چھین لیتا ہے تو جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلت دیتا ہے۔ ہر ایک خیر کہ جس کا انسان طالب ہے تیرے ہی ہاتھ میں ہے تو ہر یک چیز پر قادر ہے"۔

اب سورۃ طٰہٰ کی 115ویں آیت ہے (-) پس اللہ سچا بادشاہ بہت رفیع الشان ہے۔ پس قرآن کے پڑھنے میں جلدی نہ کیا کر پیشتر اس کے کہ اس کی وحی تجھ پر مکمل کر دی جائے اور یہ کہا کر کہ اے میرے رب مجھے علم میں بڑھا دے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر جب قرآن نازل ہوتا تھا تو باوجود اس کے کہ آپ کو علم عطا کیا جاتا تھا مگر ساتھ ہی آپ دعا بھی کرتے رہتے تھے کہ مجھے علم میں بڑھا دے۔ اور بھی علم دے۔ تیرا لامتناہی علم ہے اس کی کوئی انتہا نہیں مجھے علم میں بڑھاتا چلا جا۔

اس ضمن میں حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:

"امامت کا مفہوم تمام حقائق اور معارف اور لوازم محبت اور صدق اور وفا میں آگے بڑھنے کو چاہتا ہے"۔ امام ہو کوئی تو امام سے مراد ہے جو نیک صفات ہیں ان میں وہ آگے بڑھ جائے۔ "اسی لئے وہ اپنے تمام دوسرے قویٰ کو اسی خدمت میں لگا دیتا ہے"۔ پس یہ دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہی کی امامت کا ذکر ہے، دوسرے امام تو کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ کوشش کرتے ہیں مگر کوشش ان کی پوری نہیں ہوتی۔ حقیقت میں ہر ایک سے نیکی میں بڑھنے والا ایک ہی وجود تھا اور وہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تھے اور ساتھ ساتھ یہ دعا کرتے چلے جاتے تھے رب زدنی علما۔ "رب زدنی علما کی دعا میں ہر دم مشغول رہتا ہے اور پہلے سے اس کے مدارک اور حواس ان امور کے لئے جوہر قابل ہوتے ہیں۔ اس لئے خدا تعالیٰ کے فضل سے علوم الٰہیہ میں اس کو بسطت عنایت کی جاتی ہے"۔ اب بسطت سے مراد ہے کشادگی۔ تو علوم الٰہیہ میں اگر کوئی کشادگی حاصل کرنا چاہے تو وہ بھی دعا ہی کے ذریعہ توفیق مل سکتی ہے ورنہ از خود کوئی علوم الٰہیہ میں کشادگی حاصل نہیں کر سکتا۔

پھر حضور ہی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اور اس کے زمانہ میں کوئی دوسرا ایسا نہیں ہوتا جو قرآنی معارف کے جاننے اور کمالات افاضہ اور اتمام حجت میں اس کے برابر ہو"۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول سے کسی نے پوچھا تھا کہ آپ کے قرآن مجید کے نوٹس کہاں ہیں۔ وہ نوٹس مجھے دیں تاکہ میں بھی ان سے استفادہ کروں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے فرمایا کہ دیکھو جب بھی میں کوئی نوٹس لکھتا ہوں اس کے بعد اس مضمون پر جب حضرت مسیح موعود لب کشائی فرماتے ہیں تو میرے نوٹس بالکل ردی اور بے معنی ہو جاتے ہیں۔ ان پر لکیر پھیر دیتا ہوں۔

(-)

فرمایا: ''اس کی رائے صائب' دوسروں کے علوم کی تصحیح کرتی ہے اور اگر دینی حقائق کے بیان میں کسی کی رائے اس کی رائے کے مخالف ہو تو حق اس کی طرف ہوتا ہے کیونکہ علوم حقہ کے جاننے میں نورِ فراست اس کی مدد کرتا ہے اور وہ نوران چمکتی ہوئی شعاعوں کے ساتھ دوسروں کو نہیں دیا جاتا- (ضرورت الامام - صفحہ 7-8) یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہی ہے وہ جب چاہے جس کو چاہے عطا فرماتا ہے-

پھر حضرت مسیح موعود مزید فرماتے ہیں:

''قوت ذوق' شوق علم سے پیدا ہوتی ہے'' - اگر کسی کو علم کا شوق ہی نہ ہو تو اس کو ذوق بھی کوئی نہیں' علم میں لذت بھی کوئی نہیں ہوتی - تو علم سے لذت پانے کی جو توفیق ہے وہ بھی علم کے شوق سے ہی پیدا ہوتی ہے-'' جب تک علم اور معرفت نہ ہو' کیا ہو سکتا ہے رب زدنی علما کی دعا میں یہ بھی سر ہے کیونکہ جس قدر آپ کا علم وسیع ہوتا گیا' اسی قدر آپ کی معرفت اور آپ کا ذوق شوق ترقی کرتا گیا- پس اگر کوئی شخص چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت میں اسے ذوق شوق پیدا ہو تو اس کو اللہ تعالیٰ کی نسبت صحیح علم حاصل کرنا چاہئے'' -

(الحکم - جلد 9 - نمبر 27 - صفحہ 3 - بتاریخ 31 جولائی 1905ء)

اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا جو علم کا ذوق اور شوق تھا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کا سب سے زیادہ علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو عطا کیا گیا تھا اور جتنا خدا تعالیٰ کا علم بڑھتا ہے اتنا ہی اس کی راہ میں خشیت عطا ہوتی ہے' اسی قدر تقویٰ بڑھتا ہے- (انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء) یہاں علماء سے مراد (-) وہ علماء ہیں جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور اس کے سامنے خشیت اختیار کرتے ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ کی صفات کا علم جتنا بڑھتا چلا جائے گا اتنا ہی انسان اس کے حضور زیادہ جھکتا چلا جائے گا-

فرمایا: ''جس قدر آپ کا علم وسیع ہوتا گیا' اسی قدر آپ کی معرفت اور آپ کا ذوق شوق ترقی کرتا گیا- پس اگر کوئی شخص چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت میں اسے ذوق شوق پیدا ہو تو اس کو اللہ تعالیٰ کی نسبت صحیح علم حاصل کرنا چاہئے اور یہ علم کبھی حاصل نہیں ہوتا جب تک انسان صادق کی صحبت میں نہ رہے'' - یا جب تک انسان صادق کی صحبت میں نہ رہے براہ راست یہ علم ترقی نہیں کرتا مگر وہ لوگ جو حضرت مسیح موعود کی صحبت میں تھے ان کو آپ کے صدق کی وجہ سے وہ صدق عطا ہوا جس کے نتیجہ میں پھر اللہ تعالیٰ کی محبت ترقی کرتی ہے اور یہی سلسلہ حضرت مسیح موعود کے غلاموں کا تھا- جتنا وہ آپ کے قریب ہوتے چلے گئے عبادت میں اتنا ذوق و شوق بڑھتا چلا گیا-

''اللہ تعالیٰ کی تازہ بتازہ تجلیات کا ظہور جب تک مشاہدہ نہ کرے اس وقت تک ذوق و شوق نہیں بڑھتا'' - اب مرد صادق کے ساتھ رہنے کی خوبی یہ ہے یعنی اس کی اصل وجہ آپ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ مرد صادق خدا تعالیٰ کی تجلیات تازہ بتازہ نو بہ نو دکھاتا چلا جاتا ہے اور ان تجلیات کی وجہ سے ایمان جو ویسے ایک دفعہ نصیب ہو جائے اور دوبارہ تجلیات دکھائی نہ دیں تو وہ زنگ آلود سا ہوتا چلا جاتا ہے مگر جس کو تازہ بتازہ نو بہ نو پھل عطا ہوتے رہیں اس کا ذوق ہمیشہ تازہ بتازہ نو بہ نو ہوتا چلا جاتا ہے- پس حضرت مسیح موعود اسی لئے اپنے رفقاء کو نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ میری بات سن کر واپس نہ چلے جایا کرو' یہاں رہا کرو' خدا کی تجلیات ہر آن اترتی رہتی ہیں ان سے تم بھی نور حاصل کرو اور ان تجلیات کے ذریعہ تمہیں اللہ تعالیٰ پر یقین بڑھتا چلا جائے گا-

سورۃ المومنون کی دو آیتیں ہیں نمبر 116 تا 117 (-) کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ ہم نے تمہیں بیکار پیدا کیا ہے' بے وجہ' بے مقصد اور تم ہماری طرف لوٹائے نہیں جاؤ گے اب خدا تعالیٰ کی کائنات جو پیدا کی گئی ہے' بے مقصد پیدا نہیں کی گئی- اگر اسی کائنات میں' اسی دنیا میں مر کر ختم ہو جانا تھا تو انسان کو اتنی وسیع کائنات اور اتنی نعمتیں عطا کرنے کی ضرورت کیا تھی- یہ انسان کا ایک یوم امتحان ہے اور مرنے کے بعد وہ ختم نہیں ہو گا یعنی مرنے کا دروازہ اس کو کھلی چھٹی نہیں ہے- یہی وہم ہے جس کے نتیجہ میں جرم دنیا میں بڑھتے ہیں- جو سمجھتے ہیں کہ موت کا دروازہ ہمارے لئے کھلی چھٹی ہے جو کچھ ہم نے کر لیا بس کر لیا- اگر یہ یقین ہو تو پھر بے انتہا جرم بڑھ جاتے ہیں اور اکثر مجرموں کی نفسیات یہی ہے- وہ سمجھتے ہیں ٹھیک ہے جب تک حکومت ہمیں پکڑ نہیں سکتی ہم جرم کرتے چلے جائیں گے اور جس وقت موت ہوئی سب جرموں سے چھٹی مل جائے گی- لیکن جس کو یہ یقین ہو کہ ایک یوم آخرت ہے وہ کبھی بھی جرموں پر دلیری نہیں کر سکتا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اس کی ایک پکڑ کا دن ہے- تبھی فرمایا (-) کیا تم بیوقوفوں کی طرح یہ سمجھ رہے ہو کہ ہم نے تمہیں بے کار یونہی پیدا کر دیا ہے اور تم ہماری طرف لوٹائے نہیں جاؤ گے- (-) پس بہت بلند شان ہے اس ذات کی جو ملک الحق ہے' جو سچا بادشاہ ہے- اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں وہ معزز عرش کا رب ہے-

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:

''جزا و سزا دینا اسی کے اختیار میں ہے اسی عالم سے جزا و سزا کا معاملہ شروع ہو جاتا ہے- جو نقب زنی کرتا ہے شاید ایک دفعہ نہیں تو دوسری دفعہ' دوسری دفعہ نہیں تو تیسری دفعہ ضرور پکڑا جاتا ہے- یا کسی اور رنگ میں اسے سزا مل جاتی ہے- یہ سزا کیا کم ہے کہ چور دولت کے لئے چوری کرتا ہے اور پھر بھی ہمیشہ مفلس اور غریب اور ذلیل رہتا ہے'' - چوروں کی جو آمد ہے وہ بھی برے کاموں میں خرچ ہو کر اس کو پھر مفلس کا مفلس چھوڑ دیتی ہے اور ایک واقعہ بیان ہوتا ہے ایک عورت کے متعلق کہ ایک چور اس کی چادر لے کر بھاگ گیا- وہ بیچاری بڑھیا کیا کر سکتی تھی- پھر ایک موقع پر وہ چور اسے دکھائی دیا تو اس نے لنگوٹی پہنی ہوئی تھی- اس نے کہا دیکھا حرام کا مال کس طرح ضائع ہوتا ہے- مجھے خدا نے ایک اور چادر دے دی ہے تمہاری لنگوٹی کی لنگوٹی ہی رہی- تو حرام کا مال واقعی ضائع ہو جاتا ہے- جن کے ماں باپ امیر ہوں ان کی اولادیں ضائع کر دیتی ہیں پس اس لئے جزا سزا کا ایک دنیا میں بھی وقت ہے اور آخرت میں بھی ہو گا' آخرت کا زیادہ شدید ہو گا- تو جزا سزا کے دن سے ہمیشہ ڈرتے رہنا چاہئے-

فرماتے ہیں:

''جزا و سزا دینا اسی کے اختیار میں ہے اسی عالم سے جزا و سزا کا معاملہ شروع ہو جاتا ہے- جو نقب زنی کرتا ہے شاید ایک دفعہ نہیں تو دوسری دفعہ' دوسری دفعہ نہیں تو تیسری دفعہ ضرور پکڑا جاتا ہے- یا کسی اور رنگ میں اسے سزا مل جاتی ہے- یہ سزا کیا کم ہے کہ چور دولت کے لئے چوری کرتا ہے اور پھر بھی ہمیشہ مفلس اور غریب اور ذلیل رہتا ہے- ہم نے اس عالم میں خوب غور کر کے دیکھ لیا کہ جو سرگرمی سے نیکی کرتا ہے تو نیک نتیجہ پانے سے خالی نہیں رہتا اور بدی کرتا ہے ضرور بد نتیجہ بھگت لیتا ہے'' - یہ (ملك يوم الدين) کی حقیقی اور سچی تفسیر ہے-

باقی آئندہ خطبہ میں انشاء اللہ' مــــــلك کے متعلق' ان صفات سے متعلق مزید روشنی ڈالوں گا- آج جیسا کہ مجھے تنبیہ کی گئی تھی کہ آسان بات کرو' کھول کر کرو' پھیلا کر کرو تا کہ لوگوں کے سروں کے اوپر سے نہ گزر جائے- میں امید رکھتا ہوں کہ آج جو خطبہ میں نے دیا ہے وہ سب کی سمجھ میں آ گیا ہو گا-

(الفضل انٹرنیشنل 14 ستمبر 2001ء)

جدائی میں تری تڑپا ہوں برسوں
یونہی گذرے ہیں ہفتے اور مہینے
وہ مہ رُخ آ گیا خود پاس میرے
لگائے چاند مجھ کو بے بسی نے
وہ آنکھیں جو ہوئیں اُلفت میں بے نور
بنیں وہ اس کی الفت کے نگینے
اسی کا فضل ڈھانپے گا مرا ستر
نہ کام آئیں گے پشمینے مرینے

(کلام محمود)

تبرکات ———— حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب

دعا کی برکات - ذاتی تجربات

اپنے فن یعنی شفائے امراض کی لائن میں تو میں نے اس قدر عجائبات خدا تعالیٰ کے فضلوں اور دعا کی قبولیتوں کے دیکھے ہیں کہ کوئی شمار و حساب نہیں۔ مثلاً ڈاکٹروں کی دلچسپی کے لئے لکھتا ہوں کہ ایک دفعہ حضرت مولوی عبدالقادر صاحب مرحوم کی آنکھیں میں نے بنائیں اور دونوں ایک ہی دفعہ چوتھے دن پٹی کھولنے پر دیکھا تو دونوں آنکھوں میں سخت Plastic Iritis یعنی اندرونی پردوں میں سوزش اور ورم تھا بلکہ دونوں Ant Chambers اس طرح بھرے ہوئے تھے۔ جیسے پیپ سے بھرے ہوئے ہیں۔ مجھے مرحوم کے ساتھ بہت انس تھا اس لئے بہت بے قرار ہوا۔ حضرت صاحب کے گوش گزار کر کے دعا کے لئے عرض کیا۔ اور حضرت اماں جان سے بھی۔ نیز خود بھی بہت دعا کی۔ چنانچہ دیکھتے دیکھتے چند دنوں میں ہی بلکہ ایک ہفتہ کے اندر دونوں آنکھیں بالکل صاف ہو گئیں۔ اور جیسا کہ عموماً قاعدہ ہے پیچھے بھی اس مرض کے کوئی نشان یا آثار باقی نہ رہے۔ اور وہ دونوں آنکھوں سے بالکل چنگے بھلے ہو گئے۔ ورنہ اس طرح سخت قسم کے Double Plastic Iritis کا جو اتنے جلدی اپریشن کے بعد پیدا ہوا ہو۔ اس طرح کامل طور پر صاف ہو جانا کہ گویا کہ کوئی بیماری ہی نہیں ہوئی۔ اور دونوں آنکھوں کا اس طرح بچ جانا میرے علم میں کبھی نہیں آیا۔ بلکہ لوگوں کو اندھا ہوتے ہی دیکھا ہے غرض ناامید بیماروں کی شفا کے نمونے بیان کرنے لگوں۔ تو یہ مضمون الف لیلہ ہی بن جائے۔

اور سنو 1905ء میں میں ملازم ہوا اور ملازم ہوتے ہی تین ماہ کے اندر اتنا مقروض ہو گیا۔ کہ اس سے مجھے سخت تکلیف محسوس ہوئی اور اتنی پریشانی بڑھی کہ آخر میں نے دعا کی کہ یا اللہ مجھے کبھی قرض کی بلا میں نہ پھنسائیو اور پھر اسی وقت یقین آگیا کہ اب یہ منظور ہو گئی۔ اب تیس سال کے بعد میں اس بات کے اظہار میں کوئی حرج نہیں دیکھتا کہ میں یہ بیان کروں کہ پھر کبھی مجھ پر کسی قسم کا قرضہ نہیں چڑھا اور میں ان تیس سال کی ہر رات قرضے کی طرف سے اس آرام اور بے فکری کی نیند سویا ہوں کہ میرا دل ہی اس احسان الٰہی کی قدر کر سکتا ہے۔ جب میں لوگوں کو قرضہ کی تکالیف اور وعدوں پر ان کی ادائیگی کے لئے اضطراب کو دیکھتا ہوں تو ہزار نعمتوں کی ایک نعمت اسے پاتا ہوں۔ اور ہمیشہ دیکھتا ہوں کہ اگر میں کسی دن مر جاؤں تو انشاء اللہ کسی کا مقروض نہیں مروں گا اور اگر دست گرداں شائد کسی کا کچھ روپیہ دینا بھی ہو تو وہ اس کے فضل سے گھر میں موجود ہو گا۔ اور آئندہ کی بات معلوم نہیں۔ اور خدا کا علم سب علموں پر غالب ہے اور اس کا امر اس کے علم پر غالب ہے۔ اور وہ خود اپنے امر پر بھی غالب ہے۔ بات میں سے بات نکل آتی ہے۔ اس بے فکری کی نیند پر مجھے یاد آیا کہ ایک اور وجہ بھی بے فکری کی نیند کی ہے۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح نے ایک دفعہ اپنے لیکچر میں بیان کی تھی۔ وہ یہ کہ جب انسان سونے کے لئے لیٹے تو اس وقت تمام لوگوں کے قصور معاف کر کے سوئے۔ میں اس وقت سے اس پر عامل ہوں اور دل ہی میں نہیں بلکہ زبان سے ایسے الفاظ ادا کر کے سوتا ہوں کہ میرے ذمہ کسی کا قصور نہیں خداوند تو گواہ رہیو کہ میں نے جو قصور کسی کا میری ذات کے متعلق تھا وہ معاف کر دیا۔ سو اس دن سے عجب راحت سوتے وقت اور عجب معافیاں اپنے گناہوں اور غفلتوں کی اس رب العزت کی طرف سے پاتا ہوں۔

بعض چھوٹے چھوٹے واقعات قبولیت دعا کے بڑے مزیدار ہیں۔ مثلاً ایک لمبا سفر رات کا پیش آگیا۔ میں دائم المریض، ساری رات کا سفر اور جاڑے کا موسم۔ برتھ ریزرو کرانے کا موقع نہیں ملا۔ دعا کی ٹکٹ لیا۔ سوار ہوئے، تمام برتھ ریزرو شدہ پائے۔ آدھ گھنٹہ پہلے سب مسافر اوپر نیچے اپنے برتھوں پر دراز اور ہم ہیں کہ ڈبہ کے دروازے میں اس کے فضل کے انتظار میں کھڑے ہیں اتنے میں ایک شخص پانچ منٹ ٹرین کی روانگی سے پہلے آیا اور جبریہ ایک مسافر کو اوپر کے برتھ سے اتار کر لے گیا کہ کل چلے جانا آج فلاں کام بڑا ضروری رہ گیا ہے۔ اب وہ برتھ اوپر کا تھا اور مجھے اوپر تکلیف ہوتی ہے اس لئے میں نیچے کا برتھ چاہتا تھا اتنے میں ایک انگریز نیچے کے برتھ سے اٹھا اور مجھے مخاطب ہو کر کہنے لگا مجھے امید ہے آپ کو اعتراض نہ ہو گا اگر میں اس اوپر والے خالی برتھ پر سو جاؤں مجھے یہ نیچے کی جگہ پسند نہیں (شاید اس لئے کہ اس کے دونوں طرف "نیٹو" یعنی کالا لوگ سو رہا تھا) آپ میری جگہ اس درمیانی برتھ پر آرام کریں میں بہت مشکور ہوں گا۔ میں نے کہا اچھا اور میں اپنا بستر بچھا کر لیٹ گیا۔ مگر نیند کہاں۔ اس ذرا سے واقعہ نے میرا دل اس میرے اپنے، میرے رفیق، میرے رحیم و کریم، اور میرے "پرسنل خدا" کے احسان کے شکر میں بالکل پگھلا دیا۔

ایک دفعہ میرا تبادلہ شملہ کا ہو گیا۔ وہاں ایک ایسے کرنل (کرنل جوڈوائن) سول سرجن تھے جن کی سخت زبانی اور سخت گیری کی شہرت اس قدر تھی کہ میں نے وہاں روانہ ہوتے وقت بہت دعا کی کہ خدایا تو مجھے ہر قسم کی سختی سے بچائیو۔ غرض میں شملہ پہنچا تو معلوم ہوا کہ وہ بیچارے کل سے بیمار ہیں اور واکر (Walker) ہاسپٹل میں داخل ہو گئے ہیں۔ ایک ہفتہ یا عشرہ کے بعد معلوم ہوا کہ ان کو ڈاکٹری سرٹیفکیٹ "ہل ڈائیریا" (Hill Diarrhoea) کا دیا گیا ہے اور وہ لمبی چھٹی پر ولایت جا رہے ہیں غرض دس روز بعد وہ واکر ہسپتال سے بالا بالا ہی ولایت ہمیشہ کے لئے چلے گئے۔ نہ پھر ہندوستان میں آئے نہ میں نے ان کی شکل کبھی دیکھی۔ اور خدا تعالیٰ نے ان کی جگہ ایک نیک نہاد افسر کرنل ہیلیلے کو جو اتفاقاً شملہ پر رخصت لے کر آئے ہوئے تھے وہیں لگوا دیا۔ اور وہ میرے بڑے محسن ثابت ہوئے۔ یہاں تک کہ جب میں تبدیل ہو کر لائلپور جانے لگا تو انہوں نے اپنی لائبریری میں سے مجھے کئی قیمتی کتابیں بطور تحفہ دیں۔

اب اس سے بڑھ کر لو! ایک سال اس جگہ جہاں میں متعین تھا ایک سخت عالمگیر قسم کی مصیبت آئی۔ اس میں خدا تعالیٰ کی حکمت سے ایسے اسباب امتحان کے پیدا ہو گئے کہ سب سے زیادہ میرا مالی نقصان ہوا اور صحت کو سخت دھکا لگا۔ اور کام نے مجھے توڑ دیا۔ لیکن بعض لوگوں نے بعض باتوں کو برے رنگ میں مشہور کیا اور میری بعض باتوں کی رپورٹ ملاء القوم میں سے ایک بڑے آدمی کی معرفت نامناسب کرائی گئی وہ میرے مخالفین کی پشت پر تھا۔ اس نے بعض اختیارات میرے سلب کر لئے اور اپنے لوگوں کے سپرد کر دیئے اور جو ایک شریف آدمی کی توہین کے طریقے تھے۔ وہ سب اختیار کئے گئے۔ میں ڈر کے مارے دعا بھی نہیں کرتا تھا کیونکہ میں نے اس مصیبت میں امتحان کا رنگ محسوس کر لیا تھا۔ مگر بہرحال گو لفظی سوالی نہ تھا صورت سوالی ضرور تھا۔ آخر بڑے غوغا کے بعد یوں ہوا کہ ایک شخص کو خدا تعالیٰ نے میری طرف سے خود بخود میرا وکیل بنا کر کھڑا کر دیا اور اس نے بغیر میرے علم اور اطلاع کے ایک ایسا ایڈریس حاکم وقت کے سامنے پیش کیا کہ حاکم نے میرا نام لے کر میرے کام کی تعریف اس ایڈریس کے جواب میں کی پھر شام کو ایک دوسرے حاکم نے مجھے کہا کہ معاملہ ہم پر کھل گیا ہے۔ کہ یہ لوگ پشت کی طرف سے تم پر چھری چلا رہے تھے۔ سرکار نے مجھے نقصانات کا کچھ معاوضہ بھی دیا اور خطاب بھی اور میرے خدا نے بہت بہت، بہت زیادہ مجھ پر انعام فرمایا۔ اور ان لوگوں کی پارٹی ٹوٹ گئی اور وہ منتشر کر دیئے گئے۔ میں قادیان میں رخصت پر آیا پھر میں اپنی بیوی کی بیماری کے علاج کے لئے لاہور گیا۔ جس روز ہم نے قادیان واپس آنا تھا اس سے ایک دو روز پہلے سارا شہر بلکہ سارا صوبہ زلزلہ کی زد میں آگیا۔ وہ بڑا آدمی جو جوان اور ہٹا کٹا تندرست تھا اور جس کی طاقت پر ان لوگوں نے ریشہ دوانیاں کی تھیں اور میری ذلت کے درپے ہوئے تھے۔ عین اسی روز اس نے ایک بڑی بھاری دعوت کی اور جب وہ ختم ہوئی تو آدھ گھنٹہ بعد بے چارا دم کے دم میں رخصت ہوا۔ سو خدا مجھے قادیان لے گیا اور میرا سالانہ جلسہ جو میں نے تیس سال سے (الا ماشاء اللہ) کبھی ناغہ نہیں کیا تھا اس سے جبریہ مجھے جدا کیا کہ چل موقعہ پر چل میں تجھے کیا بات دکھاتا ہوں۔ سو کیا عظمت اور شفقت ہے اس خدا کی جو اپنے ذلیل بندوں کا ایسا خیال رکھتا ہے جیسا ایک ماں بھی نہیں رکھتی اور دکھاتا ہے میں یوں بھی کیا کرتا ہوں۔ اس کے بعد اس نے مجھے ایک نہایت عمدہ جگہ پر میری مرضی دریافت کر کے بھیج دیا اور وہاں میرے کاموں کے بوجھ ہلکے کر دیئے اور تنخواہ بہت بڑھا دی۔ اور کیا بیان کروں کیا کیا احسانات کئے جن میں سے بعض ناقابل بیان ہیں اور ایک یہ بھی کہ اُس متوفی کی بیوہ اور بچوں کے علاج معالجہ کی مدت دراز تک مفت اور خاص توجہ اور شفقت کے ساتھ توفیق دی کہ خود مجھ پر یہ ثابت کر دے کہ میرے دل میں اس سے کسی قسم کی عداوت نہ تھی بلکہ وہ الٰہی تقدیر تھی جو براہ راست نازل ہوئی تھی۔

غالباً 1925ء کا واقعہ ہے کہ میرا تبادلہ گورداسپور سے گوجرہ کا ہو گیا۔ میں سیدھا اپنی موٹر سائیکل اور سائڈ کار بذریعہ نہر کی پٹڑی قادیان ہوتا ہوا آگے چلا۔ ایک کرایہ کا مستری موٹر سائیکل کو چلا رہا تھا اور میں سائڈ کار میں بیٹھا تھا۔ جب ہم دونوں قادیان سے اٹھارہ بیس میل نکل آئے تو وہ موٹر سائیکل ایک جگہ نہر کے کنارے یکدم ٹوٹ گیا۔ جنڈیالہ ریلوے اسٹیشن وہاں سے کئی میل تھا۔ میں نے مستری کو تو کہا کہ نزدیک کسی گاؤں میں جا کر کوئی گڈا کرایہ پر لے آئے اور خود نہر کے کنارے دعا میں مصروف ہو گیا۔ خیر ایک دو گھنٹہ میں ایک ٹوٹا پھوٹا گڈا تو آگیا اور موٹر سائیکل بھی اس پر لاد دی مگر مجھے یہ تشویش کہ اب غروب آفتاب کا وقت ہو گیا ہے اور جنڈیالہ پانچ سات میل ہے اور راستہ میں بالکل جنگل ہے۔ نہ مستری قابل اعتماد ہے اور نہ گڈے والے سکھ قابل اطمینان معلوم ہوتے ہیں۔ اور میری جیب میں کافی نقدی موجود ہے۔ میرے لئے رات کو اتنا چلنا بھی مشکل ہے۔ خدایا تو ہی کوئی انتظام کر۔ ابھی ہم روانہ بھی نہ ہوئے تھے کہ اتنے میں پیچھے سے موٹر کا ہارن سنائی دیا۔ میں نے کہا کہ کوئی انگریز ہو گا جو دورہ یا سفر پر جا رہا ہو گا اتنے میں وہ کار یکدم میرے منہ کے سامنے آ کر کھڑی ہو گئی۔ حیران رہ گیا جب اندر حضرت صاحب اور چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کے چہرے نظر آئے پہلے دھوکہ ہوا کہ یہ یہاں کہاں! شاید میرا خواب ہے یا وہم۔ مگر جب وہ ہنسے اور بولے تو مجھے یقین آیا کہ فرشتے نہیں بلکہ انسان ہیں۔ بس میں ان کے ساتھ بیٹھ گیا اور سیدھا چوہدری صاحب کی اس کار میں لاہور تک آگیا۔ یہ سب لوگ ہنسی خوشی کی باتیں کر رہے تھے۔ مگر اس عجیب اور بروقت آسمانی مدد سے میرا دل شکر کے جذبات سے اتنا لبریز ہو گیا تھا کہ سارے راستے میں بڑی مصیبت سے اپنے تئیں ضبط کرتا آیا۔ ورنہ روتے روتے شاید میری چیخیں نکل جاتیں۔

لوگ ان باتوں کو اتفاقی سمجھیں مگر جس پر گزری ہوں اس کے دل سے پوچھنا چاہئے کہ آقا کے احسان غلاموں پر کس طرح ہوتے ہیں اور تکلیفوں سے وہ ان کو کس طرح نجات دیتا ہے اور کس کس رنگ میں اور یہ لطف ہمیشہ انہی کو آتا ہے جو کسی واقعہ یا حادثے کو دنیا میں اتفاقی نہیں سمجھتے بلکہ ان کا ایمان ہوتا ہے۔ کہ بلا مشیت اور ارادہ الٰہی کے کوئی بات بھی دنیا میں ظہور پذیر نہیں ہوتی اور نہ ہو سکتی ہے۔ واقعات کو اتفاقی کہہ دینا اور

It Happened by Chance کا فقرہ منہ پر لانا صرف دہریوں کا کام ہے یا ان لوگوں کا جو بہت سی باتوں کو تصرف الٰہی سے باہر یقین کرتے ہیں۔ یہی "اتفاق" اور Chance کا خیال بڑھتے بڑھتے اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ پھر ان کا دل کہتا ہے کہ جب سو میں سے پچاس باتیں اتفاقی بغیر کسی ارادے اور مشیت کے خود بخود قانون قدرت میں واقعہ ہوتی رہتی ہیں تو باقی پچاس بھی ایسی ہی مان لو اور تمام انتظام کو اتفاقی سمجھ کر کسی مدبر بالارادہ، علیم، لطیف، خبیر ہستی کا انکار ہی کردو اور اپنے سر سے ایک خواہ مخواہ کا بوجھ اتار پھینکو سو یہ بھی ہے ایک وجہ دہریہ ہونے کی اور علاج اس کا یہی ہے کہ تم کبھی یوں نہ کہو کہ فلاں بات اتفاقاً ہو گئی ہے یا فلاں حادثہ اتفاقاً پیش آگیا ہے بلکہ ہمیشہ یوں کہا کرو کہ خدا کا کرنا ایسا ہوا یا اللہ تعالیٰ نے یوں ہی چاہا۔ تب خدا کے فضل سے تم مخفی دہریت کی آگ سے محفوظ رہو گے جو آجکل دنیا پر مسلط ہو رہی ہے۔

اگر اس طرح قبولیت دعا کے نمونے ہر احمدی اپنی ذات میں دیکھے تو حیران رہ جائے مگر بات اتنی ہے کہ بعض لوگ دیکھتے ہیں مگر غور نہیں کرتے اور ہر دعا کے آئینہ میں اپنے رب کے چہرے پر نظر نہیں ڈالتے بلکہ صرف مطلب لے کر اور آئینہ اوندھا رکھ کر واپس چلے آتے ہیں۔ پس ڈھونڈو اپنے رب کو اپنی دعاؤں میں اور ان دعاؤں کی قبولیتوں میں اور تم پاؤ گے اس کو چھپا ہوا وہیں جہاں تمہاری دعا ہے۔

چونکہ دعا کا مسئلہ اس وقت درپیش ہے اس لئے آخر میں میں بھی خلاف اپنی قدیم نامناسب عادت کے پڑھنے والے احباب کی خدمت میں یہ التماس کرتا ہوں کہ وہ میرے لئے بھی فلاح دارین کی دعا کریں اور یہ کہ مجھے اور میرے اہل وعیال کو خدا ہدایت نصیب کرے اور صراط مستقیم پر ہمیشہ قائم رکھے اور ہمیں اپنی قبروں کے لئے کچھ جگہ مقبرہ بہشتی میں مل جائے اور اللہ تعالیٰ ہمیں جسمانی اور روحانی رزق دے کر اپنی معرفت، محبت، عبدیت اور قرب کی چاشنی عطا فرمائے اور اپنی دائمی رضا سے سرفراز کرے، اپنے کلام یعنی قرآن مجید اور کتاب حکیم سے مناسبت بخشے۔ آنحضرت ﷺ کی شفاعت نصیب ہو۔ حضرت مسیح موعود کے قدموں میں حشر ہو اور حضرت خلیفۃ المسیح میرا جنازہ پڑھائیں اور میت کو اپنا کندھا دیں۔ آمین

اور ساتھ یہ فضل ساری جماعت پر ہوں کیونکہ بغیر سب کی شمولیت کے کچھ لطف اور کچھ مزا نہیں اور ساری جماعت سے مراد نہ صرف موجودہ بلکہ گزشتہ اور آئندہ سب کی سب جماعت ہے آمین۔

(الفضل 17 فروری 61ء)

★......★......★......★

ایم ٹی اے کے پروگرامز سے
بھرپور فائدہ اٹھائیے

مرتبہ: ریاض محمود باجوہ صاحب

شذرات

اخبارات ورسائل کے مفید اور فکر انگیز اقتباسات

سید احمد شہید، سر سید احمد خان اور جہاد

راجہ انور صاحب اپنے کالم میں لکھتے ہیں:

تاریخ عالم میں کوئی ایسا ریفارمر تلاش کرنا ممکن نہیں جس کے افکار پر اس کے دور کے حالات کی مہر ثبت نہ ہو۔ 1857ء کی ناکام جنگ آزادی نے پورے برصغیر کو جڑوں سے ہلا کر رکھ دیا تھا۔ سر سید کی شخصیت ناکامی کے اسی کرب کا دوسرا نام ہے۔ شکست کے بعد لٹے پٹے مسلمانوں کی حالت کچھ یوں تھی۔

ہر بلائے کہ از آسمان می آید
گرچہ بر دیگراں قضا باشد
بر زمین نارسیدہ می پرسد
خانہ مسلمے کجا باشد

سر سید نے رسالہ "خیر خواہان مسلمانان" میں اس صورتحال کو اس طرح محسوس کیا۔ "ان دنوں میری نظروں سے جو کتابیں اور اخبار گزرے ان میں صرف یہی لکھا تھا کہ ہندوستان میں مفسد اور بدذات کوئی نہیں، مگر صرف مسلمان، مسلمان! کوئی کانٹوں دار درخت ایسا نہیں جس کے متعلق یہ نہ کہا گیا ہو کہ اس کا بیج مسلمانوں نے بویا تھا۔ کوئی ایسا آتشیں بولہ اٹھا جس کے متعلق یہ نہ کہا گیا ہو کہ وہ مسلمانوں نے اٹھایا تھا............"

پس سر سید نے اسی مفلوک الحال، شکست خوردہ اور کمزور مسلم عوام کی وکالت کا بیڑہ اٹھایا چنانچہ ان کی مشہور کتاب "اسباب سرکشی ہند" دراصل شکست خوردہ مسلمانوں کو باغی کی بجائے بے گناہ اور فسادی کی بجائے امن کے خیر خواہ ثابت کرنے کی کوشش تھی۔ انہوں نے ایک جانب تو ہندوستان کی مسلم اقلیت کو یہ حقیقت سمجھانے کی کوشش کی کہ ان کی برتری کا دور لد چکا...... اور انگریز کی حکومت ان کے لئے (انارکی کی نسبت) کہیں زیادہ بہتر اور انصاف پسند ہے۔ تو دوسری جانب انہوں نے انگریز کو یہ دلیل دی کہ اہل کتاب ہونے کے ناطے مسلمان ان کے زیادہ قریب ہیں۔ انہوں نے انگریز پر یہ بات واضح کرنے کی کوشش کی کہ 1857ء کے واقعات میں کسی بڑے مسلم عالم نے حصہ نہیں لیا۔ سر سید فکری لحاظ سے شاہ عبدالعزیزؒ، سید احمدؒ اور اسماعیل شہید کے پیروکار تھے چنانچہ انہوں نے انہی بزرگوں کے فلسفہ جہاد کا حوالہ دے کر 1857ء کے واقعات سے مسلمانوں کی براءت ثابت کرنا چاہی۔ انہوں نے لکھا:

"سید احمدؒ صاحب مجاہدین کے پیشوا تھے لیکن وہ خطیب اور واعظ نہ تھے۔ تبلیغ اور وعظ کا کام مولانا اسماعیلؒ (شہید) نے سنبھالا۔ ان کے الفاظ نے مسلمانوں کے اذہان پر ایسا معجزاتی اثر کیا جسے صرف کسی بزرگ شخصیت کا کرشمہ ہی قرار دیا جا سکتا ہے۔ لیکن اس شعلہ نوا مبلغ نے اپنی پوری زندگی میں اپنی زبان سے ایک بھی ایسا لفظ نہیں نکالا جو ان کے ہم مشرب مسلم عوام کو انگریز کے خلاف کر دے۔ بلکہ ایک دفعہ جب وہ کلکتہ میں سکھوں کے لئے "جہاد" کے لئے وعظ فرما رہے تھے تو کسی نے ان سے پوچھا "آپ انگریز کے خلاف "جہاد" کا درس کیوں نہیں دیتے" تو مولانا اسماعیلؒ (شہید) صاحب نے فرمایا "انگریزوں کے عہد میں مسلمانوں کو کوئی اذیت اور تکلیف نہیں ہے اور پھر ہم ان کی رعایا ہیں، اس لئے ہم اپنے مذہب کی رو سے انگریز کے خلاف "جہاد" کا اعلان نہیں کر سکتے" مولانا صاحب کی تبلیغ کے نتیجے میں بے شمار سامان جنگ اور ہزارہا مجاہدین انگریزی عملداری کے علاقوں میں جمع ہو گئے۔ مقامی حکام نے پریشانی کے عالم میں مرکز کو اطلاع دی تو حکومت نے انہیں مولانا صاحب سے کوئی تعرض نہ کرنے کی ہدایت کرتے ہوئے لکھا کہ ان کا ارادہ انگریز کے مقاصد کے خلاف نہیں ہے۔ چنانچہ مولانا محمد اسماعیلؒ (شہید) صاحب نے ہندوستان کے شمالی علاقوں (موجودہ صوبہ سرحد اور ہزارہ جات) میں سکھوں کے خلاف "جہاد" کا آغاز کیا"۔

جیسا کہ میں نے ابتداء میں عرض کیا تھا کہ ہر رہنما اپنے تاریخی دور سے جڑا ہوتا ہے۔ چنانچہ سر سیدؒ یا مولانا اسماعیلؒ (شہید) کو سمجھنے کے لئے اس تاریخی پس منظر کو سمجھنا ضروری ہے۔ جس میں وہ ابھرے۔ ان عوامل کو سمجھے بغیر نہ تو ہم ان بزرگوں سے انصاف کر سکتے ہیں اور نہ ہمارے لئے ماضی کو اپنی آج کی خواہشات کے تابع کرنا ہی ممکن ہے۔ ہم پسند کریں یا ناپسند لیکن انیسویں صدی میں مسلمانوں کے ایک بڑے طبقے نے انگریزی حکومت کو اپنا نجات دہندہ فرض کیا۔ دوسرا نکتہ یہ ہے کہ انیسویں صدی تک "جہاد" کی تعبیر یہ تھی کہ مسلم رعایا پر اپنے کسی حاکم کے خلاف صرف اس صورت میں "جہاد" واجب ہوتا ہے جب وہ مسلمانوں کے مذہبی عقائد پر پابندی لگائے۔ انگریز نے ایسی کوئی کوشش نہیں کی تھی جب کہ پنجاب میں رنجیت سنگھ کی وفات کے بعد (طوائف الملوکی کے) سکھا شاہی دور میں مساجد کو اصطبلوں میں بدل دیا گیا اور اسلامی شعائر کی شدید بے حرمتی کی گئی۔ یہ وہ پس منظر تھا جس میں اسماعیلؒ (شہید) نے انگریزوں کی بجائے سکھوں کے خلاف "جہاد" کیا۔ انگریزی سرکار کے خلاف بغاوت، سرکشی، عدم تعاون اور جہاد کی تحریکات نے بیسویں صدی میں جنم لیا۔ علمائے دیوبند نے پہلی بار اسلام کا رشتہ زمین سے جوڑتے ہوئے داستان حریت کا نیا باب لکھا۔ انہوں نے بے پناہ مصائب برداشت کئے۔ میں نے مالٹا میں وہ جیل بچشم خود دیکھی ہے جہاں مولانا محمود الحسنؒ نے اپنی جلاوطنی کا زمانہ گزارا۔ اگر انہوں نے جدید علوم مفیدہ کی جانب توجہ دی ہوتی اور اسلام کو مدارس اور حجروں سے باہر نکلنے دیا ہوتا تو شاید آج برصغیر کی شکل کچھ اور ہوتی۔ سر سید کے مذہبی عقائد کی مخالفت کا یہ مطلب نہ تھا کہ جدید علوم سے ہی پیٹھ موڑلی جاتی۔

اور اب آیئے ایک بار پھر سر سید کی جانب جو 1857ء میں بجنور میں ایک سرکاری ملازم تھے۔ انہوں نے صرف انگریز کے خلاف باغیوں کی شورش ہی نہیں دیکھی بلکہ اپنی آنکھوں کے سامنے شدید ترین ہندو مسلمان فسادات کی آگ بھی دیکھی۔ 1857ء کی مسلح تحریک کوئی منظم جنگ آزادی نہ تھی بلکہ جوں ہی ملک میں بدامنی اور جنگ پھیلی اس میں ہر طرح کے لوگ شامل ہو گئے۔ بجنور میں ایک گروہ "محمدی جھنڈا" اٹھائے الجہاد والجہاد کے نعروں کی گونج میں ہندوؤں کے گھر جلا دیتا تو آگے سے جواب آں غزل کے مصداق ہندوؤں کے مسلح جیوش غریب مسلمانوں کی بستیاں خاکستر کر دیتے۔ دونوں گروہوں کے تشدد کا سب سے بڑا نشانہ خواتین ٹھہریں، جن کی عصمتوں کے جنازے معمول بن گئے۔ ان واقعات سے سر سید اتنے کبیدہ خاطر ہوئے کہ انہوں نے جنگ آزادی کو "فتنہ وفساد" سے عبارت کر دیا۔ سر سید کی اس تعبیر سے اختلاف کیا جا سکتا ہے...... آزادی کی جنگیں اور انقلاب ایک خونین سیلاب کی مانند ہوا کرتے ہیں۔ جس طرح سیلاب میں ہر طرح کا کوڑا کرکٹ سطح آب پر آجاتا ہے اسی طرح ان مسلح تحریکات میں بھی ہر طرح کے لوگ شامل ہو جایا کرتے ہیں لیکن نہ کوڑا کرکٹ سیلاب کے بہاؤ کو متعین کرتا ہے اور نہ اس طرز کے لوگ جنگ آزادی یا انقلاب کے دھارے کو۔ اس جنگ کی ناکامی کی ایک بڑی وجہ مرکزی قیادت کے خلاء کو...... بوسیدہ مغل شہنشاہیت سے پر

کرنے کی کوشش تھی۔ افیون کے عادی بوڑھے مغل بادشاہ کی حالت بزبان سرسید سنئے۔

"معزول بادشاہ کا یہ حال تھا کہ اگر کوئی اسے یہ کہتا کہ پرستان میں جنوں کا بادشاہ اس کا تابع فرمان ہے تو وہ اس کو سچ سمجھتا۔ اس کا خیال تھا کہ وہ مکھی بن کر اڑ جاتا ہے اور یوں لوگوں یا ملکوں کی خبر لے آتا ہے۔ وہ درباریوں سے اپنے اس خیال کی تصدیق چاہتا تھا"۔

سرسید بادشاہ پر تو برستے ہیں لیکن باغی افواج کے حق میں بڑی چابک دستی سے یہ دلیل دیتے ہیں "بلاشبہ باغی فوج دہلی میں جمع ہو گئی۔ مگر جب اس نے سرکار سے بگاڑلی تو پھر دہلی کے بادشاہ کے سوا ایسا اور کون شخص تھا جس کی طرف یہ رجوع کرتی؟ گویا اس میں (انگریز کے خلاف) پہلے سے سازش والی کوئی بات نہ تھی"۔

"اسباب بغاوت ہند" کسی ہندوستانی کی جانب سے 1857ء کی جنگ آزادی پر لکھی جانے والی پہلی مستند کتاب تھی۔ اس کتاب میں انگریزی سرکار کی غلطیوں کی نشاندہی بھی کی گئی تھی۔ جب یہ کتاب شائع ہوئی اس وقت ملک میں شدید پکڑ دھکڑ کا عالم تھا لہٰذا بہت سے لوگوں کو یہ خدشہ تھا کہ اس کتاب کی اشاعت پر سرسید کو بھی گرفتار کر لیا جائے گا۔ انگریزوں نے اس کتاب کا اپنی زبان میں ترجمہ کروایا اور برطانوی پارلیمنٹ میں اس پر کئی دنوں تک "خفیہ بحث" جاری رہی اور یوں سرسید 1875ء کی ناکام بغاوت کا بوجھ کافی حد تک مسلمانوں کے سر سے ہٹانے میں کامیاب ہو گئے۔ انگریز نے انہیں برٹش راج کا ایک عام حامی فرض کرتے ہوئے جب کسی مسلم نواب کی ضبط شدہ جاگیر عطا کرنا چاہی تو اس مرد قلندر نے یہ کہتے ہوئے انکار کر دیا۔

"میری قوم پر بربادی کا یہ عالم ہے اور میں ان کی زمینوں پر قبضہ کر کے کیسے جاگیردار بن سکتا ہوں"

جب ملکہ وکٹوریہ نے 1857ء کی سرکشی میں ملوث ہندوستانیوں کیلئے مشروط معافی کا اعلان کیا تو سرسید نے اسے ناکافی قرار دیتے ہوئے کہا۔

"اہل ہند اس سے کہیں بہت زیادہ رحم کے خواہشمند ہیں۔ جیسے کہ ایک پیاسا شخص گرمی کی شدت، سورج کی دہکتی آگ، دھوپ کی جھلتی تپش اور صحرا کی جلتی ہوئی ریت میں پانی کے لئے تڑپ رہا ہو........."

بقیہ صفحہ 3

اکنامک آپریشن (ایپک) کے اجلاس کے خاتمہ پر ایک مشترکہ اعلامیہ جاری کیا گیا ہے جس میں 11 ستمبر کے امریکہ میں حملوں کی مذمت کی گئی ہے۔ صدر بش نے اس موقع پر کہا کہ امریکی عوام کو یہ جاننے کی ضرورت ہے کہ یہ آپریشن ہم اکیلے نہیں کر رہے بلکہ ہمیں دنیا بھر کی حمایت حاصل ہے۔ لیکن ایپک کا کسی سیاسی معاملے پر یہ پہلا اعلان ہے۔ اس میں افغانستان پر فوجی کارروائی کا ذکر تک نہیں ہے کیونکہ علاقے کے مسلم اکثریت والے ممالک انڈونیشیا اور ملائیشیا جو ایپک کے رکن بھی ہیں نے اسامہ بن لادن کے مسئلہ کو اعلامیہ کا حصہ بنانے کی مخالفت کی ہے۔ اس کے علاوہ چین، جنوبی کوریا، جاپان، برونائی، پیرو، سنگاپور اور روس کے رہنماؤں سے ملاقاتوں میں بھی صدر بش کو ملے جلے نتائج ملے ہیں۔

مختلف شہروں میں امریکہ کے خلاف مظاہرے۔ امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے افغانستان پر حملوں کے خلاف احتجاجی مظاہروں کا سلسلہ جاری ہے۔ مختلف شہروں میں جلوس اور ریلیاں نکالی گئیں اور احتجاجی جلسے منعقد کئے گئے شرکاء نے امریکی پرچم اور بش کے پتلے نذر آتش کئے۔ طالبان اور اسامہ کی حمایت میں نعرے لگائے۔

امریکہ کے سیاسی حل کے اشارے۔ سفارتی ذرائع نے انکشاف کیا ہے کہ 14 روز کی بمباری کے باوجود امریکہ افغانستان میں اسامہ بن لادن اور ملا عمر کی گرفتاری، طالبان حکومت کے خاتمے اور دیگر مقاصد کے حصول میں کوئی خاص کامیابی حاصل نہیں کر سکا۔ مبینہ طور پر دہشت گردی کے کچھ کیمپ تباہ کئے ہیں۔ فوجی ہوائی اڈہ بھی بمباری سے ناقابل استعمال ہوا ہے لیکن مزید کوئی پیش رفت نہیں ہوئی۔ طالبان کا یہ مضبوط ارادہ ہے کہ وہ اسامہ کو امریکہ کے حوالے کسی بھی قیمت پر نہیں کریں گے امریکہ کو خود اندازہ نہیں کہ وہ اپنے مقاصد میں کب تک اور کیسے کامیابی حاصل کر سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اب امریکی وزیر خارجہ نے اب فوجی کے ساتھ ساتھ سیاسی حل کی طرف اشارہ کیا ہے طالبان کے خاتمے کے بعد ظاہر شاہ کی حکومت کے قیام کے سلسلہ میں بھی اتفاق رائے کی نوبت نہیں آئی اور اب ایک مخلوط حکومت کے قیام کے لئے کوششیں شروع کر دی گئی ہیں۔

بھارت نے جارحیت کی تو مزاحمت کا سامنا کرے گا۔ پاکستان نے کہا ہے کہ وہ کبھی بھی کسی ہمسایہ یا دیگر ممالک کے جنوبی ایشیا میں بالادستی کے عزائم قبول نہیں کر سکا۔ عالمی برادری بھارت کو جارحانہ عزائم سے باز رکھے۔ اگر بھارت نے کوئی غلطی کی تو پاکستان کی طرف سے اسے شدید ترین مزاحمت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ یہ بات اقوام متحدہ کے جینوا میں پاکستان کے مستقل نمائندے منیر اکرم نے کہی۔ انہوں نے مزید کہا کہ عالمی برادری کو چاہئے کہ وہ بھارت کو اس بات پر مجبور کرے کہ وہ موجودہ نازک صورت حال کا ناجائز فائدہ نہ اٹھائے اور پاکستان کے مسائل میں اضافہ نہ کرے۔

اطلاعات واعلانات

درخواست دعا

✿ مکرم اظہر الحق صاحب صدر جماعت احمدیہ کلاس والہ ضلع سیالکوٹ اطلاع دیتے ہیں کہ مکرم محمد جمیل صاحب ابن خلیل احمد صاحب دس دن سے بیمار ہیں اور جناح ہسپتال لاہور کی انتہائی نگہداشت وارڈ میں زیر علاج ہیں۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے موصوف کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔

✿ مکرم کلیم احمد طاہر صاحب مربی سلسلہ ربوہ لکھتے ہیں جیسا کہ احباب جماعت کے علم میں ہے کہ عاجز کا 4۔ اگست 99ء کو شدید ایکسیڈنٹ ہوا تھا جس کی وجہ سے بہت زیادہ چوٹیں آئی تھیں تاحال علاج کے مراحل چل رہے ہیں اسی ضمن میں مورخہ 24 اکتوبر 2001ء بروز بدھ فضل عمر ہسپتال میں دائیں بازو سے پلیٹیں نکالنے کے لئے آپریشن ہے۔ احباب جماعت سے نہایت عاجزانہ درخواست ہے کہ دعا کریں اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے ہر قسم کی پیچیدگیوں سے بچائے۔ کامل شفاء عطا فرمائے اور ہر قسم کی مشکلات کو دور فرمائے۔

اعزازات برائے نصرت جہاں اکیڈمی سیکنڈری گرلز سیکشن

✿ محض خدا تعالیٰ کے فضل و احسان سے نصرت جہاں اکیڈمی سیکنڈری گرلز سیکشن کی طالبات نے علمی و ادبی مقابلہ جات ڈسٹرکٹ لیول منعقدہ 10۔ اکتوبر تا 15 اکتوبر 2001ء میں امتیازی اعزازات حاصل کئے جو کہ درج ذیل ہیں۔

1۔ مقابلہ حسن قرأت۔ عزیزہ صباح النور خان بنت مکرم شاہد رضوان خان۔ سوئم پوزیشن

2۔ مقابلہ اردو مباحثہ حق۔ عزیزہ نورالعین بنت مکرم مبارک احمد وڑائچ۔ اول پوزیشن

3۔ مقابلہ اردو مباحثہ مخالفت۔ عزیزہ ملیحہ احمد بنت مکرم خلیفہ صباح الدین۔ دوئم پوزیشن

4۔ پنجابی ٹاکرا۔ عزیزہ مدیحہ کنول بنت مکرم کرامت اللہ وریاہ۔ سوئم پوزیشن

5۔ فی البدیہہ تقریری مقابلہ۔ عزیزہ نورالعین بنت مکرم مبارک احمد وڑائچ۔ اول پوزیشن

6۔ انگریزی تقریری مقابلہ۔ عزیزہ عروشہ منصورہ بنت مکرم آفتاب احمد خان۔ سوئم پوزیشن

خدا تعالیٰ یہ اعزازات طالبات اور اکیڈمی کے لئے ہر لحاظ سے بابرکت مبارک فرمائے اور مزید کامیابیوں کا پیش خیمہ بنادے۔ (آمین)

(پرنسپل نصرت جہاں اکیڈمی ربوہ)

تقریب رخصتانہ

✿ عزیزہ عطیۃ الرشید صاحبہ بنت محترم پروفیسر چوہدری خلیل احمد صاحب دارالنصر غربی ربوہ کی تقریب رخصتانہ ہمراہ مکرم رفعت احمد صاحب ابن مکرم چوہدری منیر احمد صاحب آف فیصل آباد مورخہ 14۔ اکتوبر 2001ء بروز اتوار منعقد ہوئی۔ اس مبارک موقعہ پر محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر خدمت درویشاں نے دعا کروائی۔ احباب سے درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے یہ رشتہ جانبین کے لئے ہر لحاظ سے بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ بنائے۔

گمشدہ بیگ

✿ کسی دوست کا ایک بیگ جس میں فوٹوگرافی کا سامان تھا کہیں سڑک پر گر گیا ہے۔ اگر کسی دوست کو اس کے بارہ میں علم ہو تو دفتر صدر عمومی میں اطلاع دے کر ممنون فرمائیں۔

تبدیلی سائیکل

✿ ایک عدد سائیکل سہواً کسی دوست سے تبدیل ہو گیا ہے براہ کرم درج ذیل پتہ پر سائیکل واپس کر کے اپنا سائیکل لے جائیں۔

سلیم احمد۔ بھٹی کلاتھ ہاؤس نزد ریلوے پھاٹک ربوہ

ڈسٹری بیوٹر: ذائقہ بناسپتی و کوکنگ آئل
بلال انٹرپرائزز
سبزی منڈی۔ اسلام آباد
آفس 051-440892-441767
رہائش 051-410090

جدید اور فینسی۔ مدراسی۔ اٹالین۔ سنگاپوری اور ڈائمنڈ کی ورائٹی کے لئے تشریف لائیں۔
الفضل جیولرز | فائن آرٹ جیولرز
بازار صرافہ سیالکوٹ | بازار شہیداں سیالکوٹ
پروپرائٹر: عبدالستار | پروپرائٹر: سفیر احمد
فون: دکان 592316 فون رہائش 551179-586297

بچوں کے دانت نکلنے کی تکالیف کی دوا
ہومیو نونہال GHP-4/FD
20ML قطرے یا 20 گرام گولیاں۔ قیمت =/25
212399

خبریں

ربوہ: 22 اکتوبر

☆ منگل 23 اکتوبر- غروب آفتاب: 5-31

☆ بدھ 24- اکتوبر- طلوع فجر: 4-54

☆ بدھ 24- اکتوبر طلوع آفتاب: 5-16

حالیہ تعاون صرف اقتصادی امور تک محدود ہے-

امریکہ کے نائب وزیر خارجہ برائے اقتصادی امور ایلن لارسن نے کہا ہے کہ دہشت گردی کے خلاف عالمی جنگ میں پاکستان کا کردار بہت اہم ہے اور عالمی برادری پاکستان کے اقتصادی مسائل سے بہت اچھی طرح واقف ہے- وفاقی وزیر خزانہ کے ساتھ مشترکہ پریس کانفرنس میں امریکی وزیر خارجہ نے کہا کہ پاکستان کے ساتھ حالیہ تعاون صرف اقتصادی امور تک محدود ہے اور اس کا تعلق فوجی امداد سے نہیں- انہوں نے کہا کہ پاکستان کے ساتھ اقتصادی تعاون صرف دہشت گردی کے خلاف جنگ کے اختتام تک محدود نہیں رہے گا بلکہ اس کا تعلق طویل مدتی پالیسی کے ساتھ ہے- انہوں نے کہا کہ پاکستان کے ذمہ مختلف ترقی یافتہ ممالک کے قرضوں کی معافی مسئلہ کا حل نہیں' قرضوں کی معافی کے سلسلہ میں ہر ملک کے اپنے قانون ہیں لیکن پاکستان کے بوجھ میں کمی کے لئے دیگر اقدامات کئے جا رہے ہیں- انہوں نے مزید کہا کہ امریکہ عالمی مالیاتی اداروں میں پاکستان کے لئے ایک پرکشش پیکج کی فراہمی کے لئے اہم کردار ادا کرے گا- جبکہ پیرس کے قرضوں کی ری شیڈیولنگ اور قرضوں کی شرائط میں ترامیم سے پاکستان کے قرضوں کے بوجھ میں کافی حد تک کمی کی جا سکتی ہے-

کابل اور قندھار پر ہیلی کاپٹرز سے حملے-

امریکہ نے پہلی بار افغانستان پر ہیلی کاپٹرز کے ذریعے حملے تیز کر دیئے ہیں- جبکہ دوسری جانب طالبان نے امریکی کمانڈوز کا مقابلہ کرنے کے لئے مزید اسلحہ و گولہ بارود بھیجنے کا حکم دے دیا ہے اے ایف پی کے رپورٹر کے مطابق امریکی ہیلی کاپٹر اور نچلی پرواز کرنے والے طیاروں کو اس وقت بھاگنا پڑا- جب طالبان کی اینٹی ائر کرافٹ گنوں نے ان پر زبردست فائرنگ کر دی- طالبان کا کہنا ہے کہ امریکہ اپنے کمانڈوز کو زمین پر اتارنے میں ناکام رہا ہے- اسی دوران امریکہ نے کابل' قندھار اور ہرات میں اپنی بمباری جاری رکھی ہے- اس بمباری میں 100 سے زائد افغان شہری ہلاک ہوئے-

پاکستان میں کیمپوں پر حملے کریں گے-

بھارت کے وزیر داخلہ ایل کے ایڈوانی نے دھمکی ہے کہ اگر پاکستان نے مقبوضہ کشمیر میں جاری تحریک آزادی کی حمایت بند نہ کی تو بھارت کنٹرول لائن کے اس پار آزاد کشمیر پر بھی حملہ کر سکتا ہے- انہوں نے مزید کہا کہ کرگل جنگ کے دوران کنٹرول لائن پار کرانا چاہتے تھے مگر تحمل

سے کام لیا-

پاکستان کو طویل المدتی پیکج دیں گے-

امریکہ نے پاکستانی معیشت کی بحالی کے لئے طویل المدتی پیکج کو حتمی شکل دینا شروع کر دی ہے جو آئندہ ماہ کے آخر تک مکمل کر لیا جائے گا- اس پیکج کے تحت فوری طور پر امدادی گرانٹس کے علاوہ آئی ایم ایف ورلڈ بنک کے قرضوں میں رعایتیں بالخصوص امریکی تجارتی مارکیٹ تک پاکستانی اشیاء کی رسائی اور پاکستان میں پرائیویٹ بیرونی سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی کی جائے گی- امریکہ نے 1997ء میں پاکستانی اشیاء کی درآمد پر جو پابندیاں عائد کی تھیں- ان کے خاتمہ اور جی ایس پی (عمومی ترجیحی نظام) کے تحت پاکستانی اشیاء کو ترجیح دینے کی بھی یقین دہانی کرائی ہے-

انڈونیشیا اور ملائیشیا کی مخالفت پر ایپک کا اعلامیہ تبدیل-

امریکی صدر جارج بش دہشت گردی کے خلاف عالمی جنگ میں بحرالکاہل کے علاقے کے رہنماؤں سے اجتماعی حمایت کے حصول کے لئے بے مثال اعلان کرانے میں کامیاب ہو گئے ہیں- لیکن نئی حمایت کے راستے میں کچھ رکاوٹیں بھی ہیں- ایشیا پیسفک

(باقی صفحہ 7 پر)

خوشخبری

احمدی فری ڈسپنسریوں کے لئے

ملکی وغیر ملکی تمام ادویات نیز گلوبیولز- ڈسکس شوگر آف ملک وغیرہ پر خصوصی رعایت

کیور یٹو ہومیوپیتھک سٹور اینڈ کلینک

14- علامہ اقبال روڈ نزد الحمرا بوہڑ والا چوک ریلوے اسٹیشن لاہور 042-6372867

ربوہ آئی کلینک

سفید موتیا کا جدید ترین طریقہ علاج بذریعہ الٹراساؤنڈ (PHAKO) سے کروائیں

عینک سے نجات بذریعہ لیزر شوگر اور کالا موتیا کا علاج- بھینگے پن کا جدید طریقہ علاج-

کنسلٹنٹ آئی سرجن

ڈاکٹر مرزا خالد تسلیم احمد

ایف آر سی ایس ایڈنبرا- یوکے

دار الصدر غربی ربوہ فون (211707) 04524

نوٹ: ربوہ سے باہر سے آنے والے مریضوں سے گزارش ہے کہ وہ دیئے گئے فون نمبر پر وقت حاصل کر کے تشریف لائیں تاکہ ان کو مشکل نہ پیش آئے-

خواتین کے لئے خواتین سٹاف کے ساتھ کمپیوٹر اور ڈریس ڈیزائننگ سیکشنز کے ساتھ اب

فائن آرٹس سیکشن کا اجراء

فری تعارفی کلاس 25 تا 30 اکتوبر

ایبکس

برائے رجسٹریشن ومعلومات دار الرحمت شرقی الف ربوہ فون: 213694

شاہد الیکٹرک سٹور

ہر قسم سامان بجلی دستیاب ہے

پروپرائٹر: میاں ریاض احمد

متصل احمدیہ بیت الفضل گول امین پور بازار فیصل آباد فون نمبر 642605-632606

خواتین اساتذہ کی ضرورت ہے

شام کی ٹیوشن کلاسز کے لئے خواتین اساتذہ کی ضرورت ہے- خواہشمند رابطہ کریں-

ایبکس

دار الرحمت شرقی الف ربوہ فون: 213694

نعیم آپٹیکل سروس

نظر و دھوپ کی عینکیں ڈاکٹری نسخہ کے مطابق لگائی جاتی ہیں

کنٹیکٹ لینز و سلوشن دستیاب ہیں

نظر کا معائنہ بذریعہ کمپیوٹر

فون 34101-642628 چوک کچہری بازار فیصل آباد

PROTECH UPS لگوائیں لوڈ شیڈنگ سے نجات پائیں- اپنا کمپیوٹر- ٹی وی- ویڈیو گیم- ڈش ریسیور اور دیگر الیکٹرونکس اشیاء بجلی جانے کے بعد بھی استعمال کریں-

32 اپر فلور چوبرجی سنٹر ملتان روڈ لاہور ☎ 7413853

Email:pro_tech_1@yahoo.com

انگریزی ادویات و ٹیکہ جات کا مرکز بہتر تشخیص مناسب علاج

کریم میڈیکل ہال

گول امین پور بازار فیصل آباد فون 647434

کراچی اور سنگاپور کے 21-K اور 22-K کے فینسی زیورات کا مرکز

العمران جیولرز

الطاف مارکیٹ- بازار کاٹھیاں والا سیالکوٹ پاکستان

فون دوکان 594674 فون رہائش 553733

موبائل 0300-9610532

جائیداد کی خرید و فروخت کا با اعتماد ادارہ

باجوہ اسٹیٹ ایڈوائزر

بٹ چوک کالج روڈ ٹاؤن شپ لاہور

فون 042-5151130 پروپرائٹر: ظہیر احمد باجوہ

چوہدری کمال

عمر اسٹیٹ ایجنسی

پروپرائٹر

جائیداد کی خرید و فروخت کا با اعتماد ادارہ

9- حمزہ بلاک، علامہ اقبال ٹاؤن لاہور- فون: 5418406

جاپانی گاڑیوں کے انجن گیسکٹ ساختہ جاپان و تائیوان

Bani Sons بانی سنز

میکلن سٹریٹ' پلازہ سکوائر کراچی

فون نمبر 021-7720874-7729137

Fax- (92-21)7773723

E-mail: banisons@cyber.net.PK

البشیرز معروف قابل اعتماد نام

پیج

جیولرز اینڈ بوتیک

ریلوے روڈ گلی نمبر 1 ربوہ

نئی ورائٹی نئی جدت کے ساتھ زیورات و ملبوسات اب پیج کے ساتھ ساتھ ربوہ میں با اعتماد خدمت

پروپرائٹرز: ایم بشیر الحق اینڈ سنز شوروم ربوہ

فون شوروم پیج 04524-214510-04942-423173

معیاری اور کوالٹی سکرین پرنٹنگ اور ڈیزائننگ

خان نیم پلیٹس

نیم پلیٹس کلاک ڈائلز سٹکرز شیلڈز

ٹاؤن شپ لاہور فون: 5150862 فیکس 5123862

ای میل: knp_pk@yahoo.com

بلال فری ہومیو پیتھک ڈسپنسری

زیر سرپرستی- محمد اشرف بلال

زیر نگرانی- پروفیسر ڈاکٹر سجاد حسن خان

اوقات کار- صبح 9 بجے تا شام 4 بجے

وقفہ 12 بجے تا 1 بجے دوپہر- ناغہ بروز اتوار

86- علامہ اقبال روڈ- گڑھی شاہو- لاہور

روزنامہ الفضل رجسٹرڈ نمبر سی پی ایل- 61